سید عطاء المحسن بخاریؒ...... خوش گوار یادیں

مولانا مشتاق احمد

غالباً ۱۹۸۳ء کا واقعہ ہے کہ احقر جامعہ عربیہ چنیوٹ کا ابتدائی طالب علم تھا۔ اشتہار شائع ہوئے کہ ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ مدرسہ عثمانیہ کی سالانہ تقریب میں خطاب فرمائیں گے۔ چند دوسرے طلباء کے ساتھ میں بھی جلسہ سننے کے لئے گیا۔ مرزا کی سائیکل کی طرح جلسہ گاہ کا عجیب وغریب منظر تھا۔ کھلا میدان جلسہ گاہ تھا۔ دور افتادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ صد سامعین تھے۔ پوری جلسہ گاہ میں صرف ایک ہی بلب روشن تھا۔ جلسہ گاہ پہنچے تو ایک کلین شیو صاحب تقریر کر رہے تھے۔ حیران ہوئے کہ دینی مدرسہ کا جلسہ ہے اور مقرر کلین شیو؟ یہ صاحب محترم ملک رب نواز ایڈووکیٹ تھے۔ ملک صاحب کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ تقریر کے لئے تشریف لائے تو ہماری ''حیرانگی'' مزید بڑھ گئی کہ کیا شاہ صاحبؒ بھی کلین شیو ہیں؟ شاہ صاحبؒ کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ جلسہ گاہ کا اکلوتا بلب اس طرح نصب تھا کہ ہمیں شاہ صاحبؒ کی مختصری داڑھی نظر نہ آسکی۔ بہر حال اسی حیرانی و پریشانی میں جلسہ سے واپسی ہوئی، بعد میں معلوم ہوا کہ ان کی داڑھی قدرتی طور پر مختصری ہے۔ جلسہ میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ جیسے ہی شاہ صاحبؒ نے خطاب شروع کیا۔ ایک صاحب نے جانے کے لئے موٹر سائیکل اسٹارٹ کر لیا۔ شاہ صاحبؒ کو غصہ آ گیا اور کہا موٹر سائیکل بند کرو۔ وہ بھی بڑا ڈھیٹ تھا، کہا ماننے کی بجائے موٹر سائیکل پر جلسہ گاہ کا ایک چکر لگایا اور پھر گیا۔

شاہ جیؒ کی اس تقریر کا ایک فرمودہ اب تک یاد ہے کہ آپ نے جعلی پیروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مریدوں کے گھروں کا سال میں ایک دو دفعہ دورہ کر کے نذرانہ وصول کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے والد مرحوم کے معتقدین و مریدین جو کہ پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے ہیں کے گھروں کا ایک سالانہ چکر ہی لگا لیا کریں، نذرانہ لینے کے لئے تو سونے کے محلات تعمیر کر لیں لیکن ہم ایسا نہیں کرتے۔ ہمارا ضمیر ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا''۔

طالب علمی کے دور میں دو تین دفعہ ۱۲ ربیع الاول کے موقعہ پر چناب نگر (ربوہ) سالانہ جلوس میں شاہ جیؒ کے خطابات سنے۔ شاہ صاحبؒ دوران خطاب کئی انگریزی فقرے بول جاتے تھے۔ جن سے ہمارے جیسے انگریزی سے نابلد محظوظ نہ ہو سکتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع پر شاہ جیؒ نے مرزا طاہر احمد (سربراہ قادیانیت) کو چیلنج دیا تھا کہ تو مجھ سے مباہلہ کرنا چاہتا ہے تو مباہلہ کر لے، مناظرہ کرنا چاہتا ہے تو مناظرہ کر لے، اگر کشتی کرنا چاہتا ہے تو کشتی کر لے۔ اگر ایک ہی تھپڑ سے

تجھے نہ گرادوں تو بخاریؒ کا بیٹا ہی نہیں۔ تو حق و باطل میں امتیاز کے لئے جو طریقہ پسند کرتا ہو اس کے مطابق میدان میں آ....

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

جملہ معترضہ کے طور پر یہ بھی لکھتا چلوں کہ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ ۲۶ فروری کو ہر سال مرزا محمود کو دی گئی۔ دعوت مباہلہ کی یاد میں سالانہ ''فتح مباہلہ کانفرنس'' منعقد کرتے ہیں۔ ایک سال دریائے چناب کے دو پلوں کے درمیان واقع وادی عزیز میں خطیب دلپذیر حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم و مغفور نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ مرزا قادیانی ہوگیا آنجہانی۔ مرزا محمود ہوگیا نامسعود، مرزا ناصر ہوگیا خائب و خاسر، مرزا طاہر آ باہر، شاہ جیؒ مولانا چنیوٹی سمیت بیسیوں علماء کرام نے مرزا طاہر کو للکارا لیکن وہ میدان میں آنے کی بجائے لندن بھاگ گیا۔ قل جاء الحق وزھق الباطل

حضرت شاہ جیؒ سے پہلا باضابطہ رابطہ آج سے چند سال پہلے برادرم سید کفیل بخاری صاحب کے واسطہ سے ہوا ۔ جب احقر نے اپنی تالیف ''تضاداتِ مرزا قادیانی'' کی اشاعت کے لئے ان سے رابطہ کیا تو دار بنی ہاشم ملتان میں بارہا ملاقات رہی۔ ایک بار عرض کیا کہ احقر کو، کوئی نصیحت فرمادیں تو فرمانے لگے۔ واہ جی واہ! عجیب بات کہی۔ آپ ماشاءاللہ! خود عالمِ دین ہیں۔ میں آپ کو کیا نصیحت کرسکتا ہوں۔

ایک سفر میں ایک مولانا صاحب میرے ہمراہ تھے۔ وہ پہلی دفعہ دارِ بنی ہاشم میں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرا جی تو آپ سے ملنے کو بہت چاہتا تھا۔ ملتان کئی بار آیا لیکن آپ کے ہاں نہ آسکا۔ شاہ جیؒ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ بالکل قصور نہیں ہے۔ آپ ماحولیاتی آلودگی کا شکار ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمیں کوئی افسوس نہیں ہے۔ اس پر وہ صاحب بہت سٹپٹائے اور چنیں چناں کرنے لگے لیکن شاہ جیؒ نے جو کہنا تھا، کہہ دیا۔

ہزار خوف ہو، لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ آغاز سفر سے پہلے استاذ مکرم مولانا ملک خلیل احمد صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ عربیہ و جامعہ ملیہ چنیوٹ کے سامنے اپنا ملتان جانے کا پروگرام ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ شاہ جیؒ کو سلام دینا اور کہنا کہ کالم میں مغلظ الفاظ نہ لکھا کریں، احقر نے کہا کہ پہلے صرف سفوف مغلظ کا نام سنا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ الفاظ بھی مغلظ ہوتے ہیں۔ بہر حال عند الملاقات یہ پیغام دیا تو شاہ جیؒ قہقہہ لگا کر ہنسے اور محظوظ ہوئے۔ اصل میں مولانا خلیل احمد صاحب پیغام کے ذریعے یہ کہنا چاہتے تھے کہ شاہ جیؒ بہت مشکل الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ڈکشنری کے بغیر ان کے معانی کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ بات امر واقعہ تھی کہ شاہ جی

"علم کا سمندر تھے۔ مشکل الفاظ استعمال کرتے ہوئے شاید انہیں احساس نہ ہوتا تھا کہ قارئین ان جیسے بحر العلوم نہیں ہیں۔

آخری چند ماہ میں جب شاہ جیؒ لاہور زیر علاج تھے، احقر اپنے محترم دوست مولانا محبوب الحسن طاہر صاحب خطیب جامع مسجد محمد یہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر کے ساتھ مجلس احرار اسلام لاہور کے نئے دفتر واقع مسلم ٹاؤن میں عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ شاہ جیؒ کو کافی تکلیف تھی، اضطراب چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا۔ ہلکی پھلکی بات چیت ہوتی رہی۔

ایک واقعہ قابل تحریر، جو یاد آیا یہ ہے کہ شاہ جیؒ نے حضرت لاہوریؒ کا ذکر چھیڑ دیا۔ فرمانے لگے کہ میں ایک دفعہ حضرت لاہوریؒ سے ملنے کے لئے گیا۔ اپنا تعارف کرایا۔ حضرت اپنے حجرہ میں لے گئے، بٹھایا اور پوچھا شاہ جیؒ! کیا کھاؤ گے؟ مجھے مزاح سوجھا، عرض کیا قلاقند کھاؤں گا۔ حضرتؒ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ایک پلیٹ اٹھائی۔ کپڑا ہٹایا تو قلاقند تھی۔ فرمایا لو شاہ جی! کھاؤ! یہ واقعہ سنا کر شاہ جیؒ حضرت لاہوریؒ کی یاد میں بہت روئے۔ زیادہ تر گفتگو آف دی ریکارڈ تھی۔ احاطہ تحریر میں لانا مناسب نہیں ہے۔ جب دو گھنٹے بعد اٹھنے لگے تو خوش ہو کر بہت دعائیں دیں کہ آپ کے ساتھ کچھ دیر گفتگو کرنے سے میری آدھی تکلیف ختم ہو گئی ہے۔ کافی آرام محسوس کر رہا ہوں۔ اس ملاقات میں شاہ جیؒ کو لاہور میں نیا دفتر خریدنے پر جتنا مسرور اور تقریباً حالت وجد میں دیکھا، کبھی نہ دیکھا تھا۔

شاہ جیؒ سے آخری ملاقات ملتان میں ان کی وفات سے ایک دو ماہ پہلے ہوئی، شاہ جیؒ بیمار تھے۔ احقر زیر طبع مسودہ ''آئینہ قادیانیت'' ترتیب دے رہا تھا۔ اس لئے کچھ دیر حضرت کی مجلس میں بیٹھ سکا۔ شاہ جیؒ کے ہم عمر، ان کے ایک پڑوسی بہر ملاقات آئے۔ بڑے ہنس مکھ تھے۔ آتے ہی ایسے دو چار مزاحیہ جملے بولے کہ شاہ جیؒ اپنی تکلیف بھول گئے۔ جواب دیتے رہے اور مجلس بار بار کشتِ زعفران بنتی رہی۔ انہوں نے میرا تعارف پوچھا۔ شاہ جیؒ کو اندیشہ ہوا کہ شاید یہ صاحب اسے طنز و مزاح کا نشانہ بنائیں گے۔ فوراً کہا کہ اسے کچھ نہ کہنا، یہ چنیوٹ سے آئے ہیں، ہمارے مہمان ہیں۔ ہمارے لئے فرد خانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ احقر اس آخری فقرہ سے بہت چونکا۔ اس عزت افزائی پر دل ہی دل میں بہت مسرور اور ان کا مشکور ہوا۔

احقر نے طالب علمی کے دور میں شاہ صاحبان کے غیظ و غضب کے کئی واقعات سن رکھے تھے۔ شاہ جیؒ کو ایک دفعہ چناب نگر میں اور ایک دفعہ ملتان میں شدید غصہ کے عالم میں دیکھا تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ ان سے ملتے وقت ان کے ناگہانی غصہ کو برداشت کرنے کیلئے ذہنی طور تیار ہو کر جاتا تھا۔ ڈرتا تھا کہ کہیں میری باری نہ آ جائے۔ لیکن الحمد للہ! شاہ جیؒ کے متعلق یہ تمام وسوسے ہمیشہ غلط ثابت ہوئے۔ میں نے انہیں ہمیشہ شفیق و مہربان پایا۔ ان کی زبان میں شہد سے زیادہ مٹھاس پائی۔ حسن اخلاق، ظرافت، زندہ دلی ان کی مجلس کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ ان کی مجلس سے اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ دل سے دعا نکلتی تھی کہ یہ مجلسیں کبھی ختم نہ ہوں۔ شاہ جیؒ کی ایک خصوصیت جو انہیں دیگر بعض معاصر علماء سے ممتاز کرتی

تھی، کہ وہ خود غرضی کا شکار نہ تھے۔ دوسروں سے ہمدردی کرنا، کارکنوں کا خیال کرنا، سب کو ساتھ لے کر چلنا، ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ احقر نے ان کی یہ صفت صرف محسوس کی ہے۔ استفادہ کی نوبت نہیں آسکی۔

احقر کا بارہا جی چاہا کہ یزید کے مسئلہ پر ہمارے ملک میں جو اختلاف پایا جاتا ہے شاہ جیؒ نے بھی اس بارے میں ایک مؤقف اختیار کر رکھا ہے۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کروں لیکن ان کا احترام، مصروفیت اور عوارضات سب اس سے مانع رہے۔ حتیٰ کہ شاہ جیؒ ہی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ یہ بھی خیال رہا کہ میری اس طالب علمانہ کوشش کو کہیں مناظرہ نہ سمجھ لیا جائے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

ایک دفعہ برادرم مفتی مسعود الحسن تحسین اور میں، دارِ بنی ہاشم آئے۔ شاہ جیؒ نے کسی موضوع پر کہا کہ بڑا اچھا شعر تھا، یاد نہیں آرہا۔ مفتی صاحب نے اسی مفہوم کا کوئی اور شعر سنا دیا۔ شعر سن کر فرمانے لگے کہ مفہوم تو درست ہے۔ لیکن شعریت مفقود ہے۔ مزہ نہیں آیا۔ اس سے احقر کو اندازہ ہوا کہ شاہ جیؒ ادب کا بہت اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔

شاہ جیؒ اس قافلۂ حریت کا ایک فرد تھے جس نے دینی واعتقادی وراثت کی حفاظت کی خاطر سینہ سپر ہونا فرض عین سمجھا۔ جس بات کو حق سمجھا اس پر قائم رہے، کسی ملامت و مذمت کی پروا نہیں کی۔ جرأت و بہادری، غیرت وحمیت، ایثار وقربانی، محنت ولگن ان کا امتیاز رہا۔ سادہ مزاج رہے۔ عیش وآرام کو چھوڑا، مصائب جھیلے، عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری کی، عظمت صحابہؓ کے ترانے گائے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت شاہ جیؒ کی خدمات کو قبول فرمائیں۔ ان کے درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین سے نوازیں۔ ان کے مشن اور جماعت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!

بقیہ از صفحہ ۶۲

☆ حاجی محمد عثمان غنی مرحوم (رکن مجلس احرار اسلام، حاصل پور)

☆ دختر مرحومہ حاجی محمد عبداللہ صاحب (پشاور)

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم محمد عاطف صاحب (عمیر فیبرکس والے) کے ماموں زاد بھائی محمد عامر طویل علالت کے بعد ۲۷ نومبر، بروز منگل تلہ گنگ (ضلع چکوال) میں انتقال کر گئے۔

تمام اراکین ادارہ مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان ولواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کی مغفرت ورحمت بھری ساعتوں میں مرحومین کیلئے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)